ہاں جمعہ تو واجب ہے

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمَنِ الرَّحِیم☆اَلصلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیّدُالاَنبِیاءِ وَ الُمُرسَلِین وَ عَلٰی آلِہِ طَیبِینَ الطَّاھِرِینَ الَمَعصُومِینَ الَذِینَ الذُھبَ اللّٰہُ عَنھُمُ الرِّجسَ وَ طَھّرَھُمۡ تَطھِیرا☆اَمَّا بَعدُ فَقد قَال اللّٰہُ تَبارَکَ وَتَعالٰی ☆بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمَنِ الرَّحِیم☆یَا یُھَاالَّذِینَ اٰمَنُوااِذَا نُودِیَ لِلصَّلوٰاۃِ مِن یَومَ الُجُمعَۃِفَاسعَوااِلٰی زِکرِ اللّٰہِ وَزرُواالَبیعَ ذَالِکُم خَیرٌ لَّکُم اِن کُنتُم تَعلَمُونَ☆ یہ سورۃ جمعہ کی وہ آیات ہیں کہ جنھیں نماز جمعہ کے وجوب کے لیئےنص صریح کےطور پر پیش کیا جاتا ہے۔اورکسی بھی مومن مسلمان کو اِس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔مگر کچھ سوالات ہیں جو کہ ہنوز تشنہ تکمیل ہیں۔اور اُس وقت تک تشنہ رہیں گے جب تک قلوب اِس حقیقت کو تسلیم نہ کرلیں کہ قران کے اَلفاظ اور اُن کے معانی کو جب تک مِن وعَن تسلیم نہیں کیا جائے گا ہدایت کا حصول ناممکن ہے۔سوال نیچے درج کیے جاتے ہیں۔اور پھر ہم کوشش کریں گے کہ قارئین پر واضع ہو سکے کہ جوترجمہ تقریباً تمام مکاتیب فکر کے علماء نے اَپنے دل میں پہلے سے طے شدہ پروگرام کے تحت کیا ہے اُس میں کیا قباحتیں ہیں اور پھر وہ ترجمہ کہ جن کا تقاضا اِن آیات کے اَلفاظ کرتے ہیں۔

سوال نمبر۱؛ سورۃ جمعہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہِ وسلم کے دور میں نازل ہوئی اور مسلمان نماز جمعہ پڑھتے رہے۔حضورؐ کے وصال کے بعد کیا اَمیر کائنات جناب علی اِبنِ اَبی طالب علیہ السلام نے اَپنی ظاہری حکومت کے قیام سے پہلے کوئی نماز جمعہ اَدا کی؟اگر کی تو حوالہ دیا جائے اور اگر نہیں کی تو اِمام حق نے ایک واجب کو کیوں ترک کیا وجہ بتائی جائے۔

سوال نمبر۲؛ اگر سوال نمبر۱ کے جواب میں یہ کہا جائے کہ اِمامِ معصوم کسی کی اِقتدا میں نماز نہیں پڑھ سکتے تھے اور اِمام علیہ السلام کی اِقتدا میں نماز پڑھنے والے لوگ نہیں تھے تو ہمارا دوسرا سوال یہ ہے کہ کربلا میں اِمام حسین علیہ السلام جو کہ حکومتِ وقت کے خلاف باقاعدہ خروج کر چکے تھے اور اَپنے فیصلوں میں آزاد تھے اور اَپنے جانثاروں کی اَیسی جماعت لیے ہوئے تھے کہ اُن جیسے صحابی نہ آپ کے نانا پاکؐ کو

نصیب ہوئے نہ آپ کے بابا علیؑ کو اور نہ آپ کے بھائی اِمام حسن علیہ السلام کو اور کربلا میں اِمام عالی مقام کو جمعہ دو مرتبہ آیا ایک تین محرم کو اور دوسرا جمعہ دَس محرم کو۔ یہاں اِمام علیہ السلام کے ساتھ جمعہ کی نماز کے لیے مطلوبہ تعداد میں مقتدی بھی موجود تھے۔مگر جمعہ نہیں پڑھایا بتایا جائے کہ یہاں اِمام علیہ السلام نے واجب کو کیوں ترک کیا۔اگر جواب میں کہا جائے کہ مولا سفر میں تھے اور مسافر پر جمعہ ساقط ہے تو جناب کربلا میں پہلا جمعہ تین محرم کو آیا جب کہ اِمام علیہ السلام پہلے ہی دن کربلا کی زمین ساٹھ ہزار دینار میں خرید چکے تھے۔کیونکہ مولاؑ کو پتہ تھا کہ یہ ہمیں اِسی زمین پر شہید کریں گے اور یہ کہ قیامت تک یہ بات اُن کے ظلم کو آشکار کرتی رَہے کہ اُن ظالموں نے اِمام علیہ السلام کو اُنکے اَپنے گھر میں مارا تھا۔اور یہی وجہ ہے کہ تب سے اَب تک کربلا میں نہ نماز قصر ہے نہ روزہ۔

سوال نمبر۳: بتایا جائے کہ اِمام حسین علیہ السلام کے بعد نو معصوم اِمام گزرے اور تقریباً دو اَڑھائی سو سال کا دَورانیہ گزر گیا کسی چھپی ہوئی کتاب کی کوئی ضعیف ترین روایت ہی پیش کی جائے کہ کسی اِمامؑ نے کوئی ایک جمعہ یا کوئی ایک عید پڑھی ہو؟

یہ کوئی عام بات نہیں کہ ایک اَمرِ الٰہی جس کا حکم قرآن میں نازل ہو۔اور دَس آئمہ معصومین کسی خاص وجہ سے اِس عمل کو ترک کر دیں اور مومنین وہ خاص وجہ معلوم کیے بغیر جمعہ واجب ہے واجب ہے کا شور مچانا شروع کر دیں اور بڑے تُزک واحتشام کے ساتھ نماز جمعہ کا اِہتمام کیا جائے اور چوتھے اِمامؑ کی دَرد بھری آہوں کا بھی اِحساس نہ کیا جائے اور نہ اُن کی بددعا اور لعنت ہی کو خاطر میں لایا جائے جو اُنہوں نے صحیفہ کاملہ میں روز جمعہ کی دعا میں کی ہے۔

اِس پر ایک اور طُرفہ تماشہ یہ کہ وَاجبات دین اِسلام میں اور بھی بہت ہیں مگر جو حشر مجتہدین نے اِس وَاجب کا کیا ہے وہ بھی دیکھنے کے لائق ہے کوئی کہتا ہے جمعہ واجب کی نیت سے پڑھا جائے تو کسی کا فرمان ہے کہ مستحب کی نیت سے۔کوئی کہتا ہے قربتاً اِلا اللہ تو کوئی واجبِ تخیری ،اور جناب سیستانی صاحب نے تو کمال ہی کر دیا فرماتے ہیں کہ جمعہ غیبت اِمام زماں علیہ السلام میں نہ واجب کی نیت سے پڑھا جائے اور نہ مستحب بلکہ اِسے بہ رِجائے مطلوبیت پڑھا جائیگا۔اور رجائے مطلوبیت کا معنی ہے کہ اگر اللہ کو مطلوب ہے تو قبول کرے نہیں مطلوب تو نہ سہی۔بہر حال جو بھی ہو جمعہ تو پڑھا جائے گا۔کیا مجتہدین کے اِس شدید ترین اِختلاف اور قلابازیوں کے باوجود بھی آپ کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی کہ کہیں دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اُسی خاص وجہ کو چُھپاتے چُھپاتے کہ جسکے لیے معصومینؑ نے جمعہ ترک کیے رکھا علمائے کرام نے پوری دال ہی کالی کر دی۔

اَب ہم چلتے ہیں اِن آیات کے ترجمے کی طرف جن کا زیرِ نظر مضمون مین زکر کیا گیا ہے۔ترجمہ اَے اِیمان والو جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لیے آزان دی جائے تو خدا کی یاد (نماز) کی طرف دوڑ پڑو اور (خرید) وفروخت ترک کر دو اگر تم سمجھتے ہو تو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ترجمہ (حافظ سیّد فرمان علی صاحب) پہلی بات کہ جس کا ذہن نشین رہنا ضروری ہے وہ یہ کہ قرانِ پاک کا ترجمہ کرتے ہوئے جن

اَلفاظ کو بریکٹ کے اَندر لکھا جاتا ہے، آیت کے عربی متن میں وہ اَلفاظ سرے سے موجود ہی نہیں ہوتے بلکہ یہ اِضافی اَلفاظ ترجمے کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے اور خصوصاً آیت کے مفہوم کو اَپنے دل میں پہلے سے طے شدہ مقصد کے تحت لانے کے لیے اِستعمال کیے جاتے ہیں۔مثلاً آیت کے اَلفاظ ہیں **اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ** آیت کے اَلفاظ کا تقاضا یہ ہے کہ جب ندا دی جائے نماز کے لیے **مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ** جمعہ کے دِنوں میں سے کسی دن یعنی جمعہ تو ہر ہفتے میں ایک بار آئے گا۔اور دوسری بات کہ یہاں مترجم نے قاری کے ذہن کو نماز جمعہ پر مرکوز رکھنے کے لیے نماز کے ساتھ اَنڈر بریکٹ لفظ جمعہ کا اِضافہ کرنا ضروری سمجھا حالانکہ یہ ترجمہ اِس صورت میں صحیح ہوتا اگر آیت کے اَلفاظ یوں ہوتے۔ **اِذَا نُوۡدِیَ لِلصَّلٰوۃِ الۡجُمُعَۃِ** یعنی جب نمازِ جمعہ کے لیے ندا دی جائے۔جبکہ آیت کے اَلفاظ ہیں **مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَۃِ** تو کون نہیں جانتا کہ عربی میں **مِنۡ** کا معنی ہوتا ہے (میں سے) تو اِس طرح یہ نماز جمعہ غیر مستقل نماز ثابت ہوتی ہے۔جس کی ایک اور بھی دلیل ہے۔اگر کوئی شخص عربی کی تھوڑی بہت سوجھ بوجھ رکھتا ہے تو وہ اَذان اور ندا کے فرق کو خوب سمجھتا ہے۔ندا صرف آواز کو کہتے ہیں جو بامعنی بھی ہوسکتی ہے اور مہمل بھی یہ دونوں ندا میں شامل ہیں مگر اَذان میں ندا تو ہوگی مگر ایک مکمل پیغام لیے ہوئے مثلاً کسی حکم کی تنفیذ، قوت واِختیار کا پرچار، کسی کو نصب کرنا یا معزول کرنا، اِستحکام واِنتظام وغیرہ۔اِن تمام اَلفاظ کے اَلگ اَلگ تصورات کا نام اَذان ہے۔جو بلند آواز کے ساتھ ہو اور متعلقین کی سماعت پر اَثر اَنداز ہو۔اور دوسرا بڑا فرق یہ ہے کہ اَذان مستقل نمازوں کے لیے دی جاتی ہے جیسے نماز پنجگانہ جبکہ ندا غیر مستقل نمازوں کے لیے ہوتی ہے مثلاً نماز جنازہ، نماز عید یا نماز اِستسقاء جو طلب باراں کے لیے پڑھی جاتی ہے اور یہ کبھی بھی ایک دوسرے کی جگہ پر بدلی نہیں جاسکتیں تو چونکہ آیت کے متن میں اللہ نے لفظ **نُوۡدِیَ** اِستعمال کیا ہے جو نماز جمعہ کے غیر مستقل نماز ہونے کی دَلیل محکم ہے۔جبکہ مترجم نے لفظِ ندا کی موجودگی کے باوجود نماز جمعہ کو مستقل نماز ثابت کرنے کے لیے جان بوجھ کر ترجمے میں لفظ اَذان لکھ دیا ہے۔چلو مزید آگے بڑھتے ہیں اَگلے اَلفاظ ہیں **فَاسۡعَوۡا اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ** تو یادِ خدا (نماز) کے لیے دوڑ پڑو، یہاں آیت کے جن اَلفاظ کو نچوڑا اور مروڑا گیا ہے وہ ہیں **فَاسۡعَوۡا** اور **ذِکۡرِ اللّٰہِ**۔فاسعو چونکہ صیغہ اَمر ہے حُکمیہ فقرا ہے لہذا حیرت اَنگیز طور پر اِس کا ترجمہ (دوڑ پڑو) کیا گیا ہے یعنی جمعہ کے دن جب نماز کے لیے اَذان کی آواز سنو تو مسجد کیطرف دوڑ لگادو عزیزانِ گرامی اگر اس حکم اِلٰہی پر مترجم کے حکم کے مطابق عمل کیا جائے تو صورتِ حال کچھ یوں ہوگی جیسے دور کے کھلاڑیوں کو ایک لائن مین کھڑا کر کے کہا جائے کہ جب ہوائی فائر کی آواز سنو تو دوڑ پڑو۔تو اِس طرح جمعہ کے دن اَذان کے وقت کا منظر کچھ اِسطرح سے ہونا چاہیے۔اَذان ہوئی دوکانیں کھلی ہیں سامان بکھرا پڑا ہے لوگ کام کاج چھوڑ کر سڑکوں بازاروں گلی محلوں میں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب ایک دوسرے سے ٹکراتے گرتے پڑتے مسجدوں کی طرف بھاگ رہے ہیں ہر طرف اَفراتفری کا عالم ہے کوئی پوچھے کہ بھئی کیا ہو رہا ہے تو جواب ملے کہ لوگ نمازِ جمعہ کے لئے جا رہے ہیں۔یقیناً علامہ صاحب کو یہ منظر کشی پسند نہیں آئے گی اور کہیں گے کہ دوڑ پڑو سے ہمارا یہ مقصد تو ہرگز نہیں تھا۔تو ہم دَست بستہ عرض کریں کہ جناب آپ ہی نے اگر **فاسعو** کا ترجمہ صحیح کردیا

ہوتا تو یہ توضیع پیش کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔اور اِس ترجمے میں دوسری قباحت یہ ہے کہ اِس عمل سے کسی کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا، کوئی لنگڑا ہے کہ اَندھا کوئی بوڑھا ہے کہ بیمار بس حکم ہے کہ جو سُنے وہ دَوڑے۔

اَب دوسرا لفظ ہے **ذِكْرِ اللّٰه** جس کا پہلے معنی یادِ خدا کر کے بریکٹ کے اَندر ترجمہ نماز کر دیا گیا کیونکہ علامہ صاحب نہیں چاہتے کہ قاری کی توجہ ایک لمحے کے لیے بھی نماز جمعہ سے ہٹنے پائے لہذا وہ بے کھٹکے کہیں لفظ اَلصَّلواۃ کا معنی نماز کر دیتے ہیں تو کہیں زکر اللہ کا معنی نماز کر دیتے ہیں غرضیکہ وہ ہر حال میں آیت کے اَلفاظ کو اَپنے مقصد کے تحت رکھنا چاہتے ہیں۔چاہے اِس کے لیے اُن کو قران کی کئی دوسری آیات کا اِنکار ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔اَپنی اِس بات کو ثابت کرنے کے لیے ہم یہاں اَیسی چند آیات کا زکر کریں گے کہ جن سے زکر کے معنی اور زکر اللہ کا نماز سے اَلگ کوئی چیز ہونا ثابت ہوجائے۔پہلے نمبر پر تو اِسی زیرِ نظر سورۃ جمعہ کی اَگلی آیات میں اِرشادِ خداوندی ہے۔**فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ** ☆اور جب نماز فیصل ہوجائے تو زمین پر پھیل جاوَ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور زکر اللہ کثرت سے کرتے رہو تا کہ تم فلاح پاوَ۔صاحبانِ عقل وبصیرت کے لیے لمحہِ فکر یہ ہے کہ اگر زکر اللہ کا معنی نماز جمعہ ہے تو وہ تو ختم ہوچکی لیکن پھر زکر اللہ کثرت سے کرتے رہنے کا حکم ہے۔حوالہ نمبر۲ سورۃ نور کی آیت نمبر ۳۷ میں اِرشادِ خداوندی ہے۔**رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ** ط ترجمہ(اَیسے مرد بھی ہیں کہ جنہیں زکر اللہ سے اور نماز قائم کرنے سے اور زکواۃ ادا کرنے سے نہ تجارت روکتی ہے اور نہ بیع)اِس آیت سے یہ بات واضع ہوگئی کہ زکر اللہ اَلگ چیز ہے اور نماز اَلگ شئے ہے اور زکواۃ اِن دونوں سے مختلف ہے۔یعنی اِس بات کو آپ یوں سمجھیں کہ زکر اللہ زکر اللہ ہے نماز نہیں ہے اور نماز، نماز ہے زکواۃ نہیں ہے اور زکواۃ، زکواۃ ہے زکر اللہ نہیں ہے۔اور دوسری بات جو اِس آیت سے عیاں ہوئی وہ یہ کہ جن لوگوں کو تجارت اور بیع وغیرہ زکر اللہ سے اور نماز سے روکتی ہی نہیں تو اَیسے لوگ تو سورۃ جمع کی آیت میں موجود حکم **وَذَرُوا الْبَيْعَ** سے خود بخود مستثنیٰ ہوگئے۔تو نتیجتاً یہ لوگ تو فاسعوا اور زاروالبیع کے واجب حکم سے خارج ہوئے۔اگر آپ تھوڑا سا غور فرمائیں تو بات بالکل واضع ہوتی جاتی ہے کہ ترجمہ کرتے ہوئے مترجم صرف زیرِ نظر آیت ہی پر اَپنی توجہ مرکوز رکھتا ہے اور یہ نہیں دیکھتا کہ یہی اَلفاظ جب قران میں کئی اور مقامات پر کسی اور سیاق وسباق سے آئیں گے اور وہاں اُن کا یہ ترجمہ موضوع نہیں ہوگا تو کیا بنے گا۔حالانکہ اللہ تعالی نے قرانِ حکیم کو اِنسان کی اِسی تخریب کاری سے بچانے کے لیے اَیسا فول پروف انتظام کیا ہے کہ اِس میں باطل کسی طور بھی داخل ہو ہی نہیں ہوسکتا اور حق وہدایت کے متلاشیوں پر قران پاک خود بخود حقیقتیں آشکار کرتا چلا جاتا ہے۔اور یہ کہتے ہوئے اِعلان کرتا نظر آتا ہے کہ یہ(ہدایت، رحمت اور بشارت ہے اُن لوگوں کے لیے جو سرِ تسلیم خم کردیں)یعنی اِس سے صرف وہی لوگ اَصل مقصد تک پہنچ سکتے ہیں جو قران کے اَلفاظ اور اُس کے اُسلوبِ بیان کو تسلیم کرتے چلے جائیں اور قران میں کی گئی بات کو اَپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کریں۔

اَب سورۃ جمعہ کی آیت کے اَگلے لفظ کی طرف بڑھتے ہیں جو ہے **وَذَرُوالْبَيْعَ** ترجمہ کیا گیا ہے۔اور(خرید)وفرخت چھوڑ دو۔ یہ دو اَلگ اَلگ الفاظ ہیں **ذَرُو** اور **الْبَيْعَ** زارُو کا معنی ہے ترک کرنا چھوڑ دینا یہ صیغہ اَمر ہے یعنی حکم ہے چھوڑ دو۔اور بیع کا معنی ہے فروخت جس میں بریکٹ لگا کر لفظ خرید کا اِضافہ کیا گیا ہے تا کہ بات واضع اور مکمل ہو جائے۔قران جو اَپنی فصاحت وبلاغت پر جن و اِنس کو چیلنج کرتا دِکھائی دیتا ہے علامہ صاحب کے نزدیک پوری بات تو درکنار اَلفاظ بھی اَدھورے اِستعمال کرتا ہے۔اِسی لیے بریکٹ لگا کر اِضافی اَلفاظ کے ساتھ بات کو مکمل کرنا مترجم کی مجبوری ہوتی ہے۔چلو ترجمہ جانے مولوی جانے ہمیں تو دیکھنا یہ ہے کہ لفظ ذارو کا معنی ہے چھوڑ دو تو کیا یہ چھوڑنا عارضی ہوگا کہ مستقل یعنی لفظ ذارو کا معنی کسی چیز کا مستقلاً چھوڑ دینا یا عارضی طور پر ترک کرنا ہے۔تو سورۃ اَلبقرۃ کی آیت نمبر ۲۷۸ اور ۲۷۹ جن مین سود کی حرُمت کا زکر اِن اِلفاظ کے ساتھ ہے۔**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ☆وَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَالرَّسُولِهِ** ----☆ اَے صاحبانِ اِیمان اللہ سے ڈرو اور سود جو کسی کے ذمہ باقی ہے اُسے ترک کردو اگر تم مومن ہو اور اَگر تم نے اَیسا نہ کیا تو سن رکھو کہ یہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کے خلاف کھلی جنگ ہے۔آپ نے دیکھا کہ یہاں لفظ ذارو حرام چیز کے لیے اِستعمال ہوا اور یہ اَیسا لفظ ہے کہ اِس کی خلاف ورزی کا مطلب اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ جنگ ہے۔تو ثابت ہوا کہ اِس کا معنی صرف چھوڑ دینا یا کسی چیز سے چشم پوشی کر لینا یا عارضی طور پر دستبر دار ہونا قطعاً نہیں ہے۔ بلکہ یہ لفظ بمعنی حرُمو اِستعمال ہوتا ہے اور جس چیز کے لیے اِستعمال ہوتا ہے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام ہوتی ہے۔لیکن مجتہد کو اِس سے کیا بے شک لغت سر پیٹتی رہے آیات منہ دیکھتی رہیں اُسے تو وہی کچھ کرنا ہے جو اُس کے پہلے سے طے شدہ منصوبے کے حق میں صحیح ہو۔لہذا سورۃ جمعہ میں لفظ **ذَرُوا** جس **اَلْبَيْعُ** کے لیے اِستعمال ہوا ہے اُس سے مراد خرید وفروخت نہیں ہے ورنہ تجارت کا چھوڑ دینا بھی اَیسا ہی ہوتا جیسا سود کو چھوڑ دینا۔**ذَرُوا** کی وضاحت میں اِتنا ہی کافی ہے۔

اَب چلتے ہیں **اَلْبَيْع** کی طرف تو یہ لفظ جس کا معنی بیچنا ہے تجارت کے حوالے سے اَدھورا ہے **وَذَرُو الْبَيْع** یعنی بیچنا چھوڑ دو یہی وجہ ہے کہ علامہ صاحب کو بریکٹوں کے اَندر خرید لکھ کر اِس کمی کو پورا کرنا پڑا کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ لوگوں کی نظر آیت کے مافی الضمیر تک پہنچے لہذا وہ عوام کو آٹے دال کے بھاؤ ہی میں اُلجھائے رکھنا چاہتے ہیں۔اور دوسری بات کہ علامہ صاحب کے اِس ڈھیلے اور پھُس پھُسے ترجمے سے اول تو جمعہ صرف دوکانداروں پر واجب ہے کہ کیونکہ صرف اُنہیں کو خرید وفروخت چھوڑ کر دوڑنے بھاگنے کا حکم ہے اور باقی شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اَپنے کام میں مصروف رہیں گے کیونکہ آیت نے اُنہیں تو مخاطب ہی نہیں کیا۔

اَب آیت کا اگلا حصہ ہے۔ **ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ**☆ اگر تم علم رکھتے ہو تو یہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔یعنی اَب تک جو حکم دیا گیا ہے اُس پر عمل کرنا تب ہی فائدہ مند ہو سکتا ہے کہ جب عمل کرنے والا اُس عمل کی حقیقت کو سمجھتا ہو۔ بلا سوچے سمجھے کوئی بھی عمل کرنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوڑی بھی قیمت نہیں رکھتا۔اور اِس بات کا منطقی نتیجہ آپ سب کے سامنے ہے کہ مسجدیں نمازیوں سے

بھری پڑی ہیں مگر نتیجہ صفر بندہ جس سال حج کر لیتا ہے اُس کے بعد پہلے سے زیادہ دولت و دنیا کا پجاری بن جاتا ہے غرضیکہ تمام فروعاتِ دین تمام اَعمالِ صالح بڑے زور و شور سے اَدا کیے جا رہے ہیں مگر نتیجہ دنیا بھر میں رُسوائی کے سوا کچھ نہیں وجہ صرف یہ ہے کہ لوگ اَعمال سے تو واقف ہیں مگر اُن کی اَصل روح اُن کی مصلحت و معرفت سے نابلد ہیں اور محض اِک **ROTEEN WORK** کے طور پر بجالاتے ہیں۔ اور اللہ کے حکم سے موقع پر ہی اُڑتی ہوئی دھول بنا دیے جاتے ہیں۔ یاد رکھیے کہ کوئی بھی عمل اُس وقت ثمر بار ہوگا جب اُس کی حقیقت کا علم رَکھتے ہوئے اُسے اَدا کیا جائے گا۔ لہذا کوئی بھی عمل کرنے سے پہلے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اِس حوالے سے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی رَضا کیا ہے۔ اور پھر خالصتاً اُسی رَضا کے حصول کی خاطر وہ بجالایا جائے۔ محض عمل پر فریفتہ ہو کر کوہلو کے بیل کی مانند آنکھیں بند کیے بس ایک ہی ڈگر پہ چلتے رہنا سوائے مشقت اُٹھانے کے کوئی فائدہ نہ دیگا۔ میں آپ کو ایک اَیسے ہی عمل کی مثال دیتا ہوں کہ روزے مسلمانوں پر اللہ کی طرف سے فرض کیے گئے ہیں اور ہر مسلمان کا اِس حکم پر عمل کرنا واجب ہے۔ اور اُسی اللہ نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ مریض اور مسافر پر روزے قصر ہیں وہ بعد میں گنتی پوری کر لیں۔ میں نے سرگودھا سے کراچی بذریعہ بس سفر کرتے ہوئے اَیسے بیل نما لوگوں کو کثرت سے دیکھا کہ جو روزے سے تھے اور جن چند لوگوں کو روزے نہیں تھے اُن پر وہ پورے سفر میں شدید تنقید کر رہے تھے۔ یہ ایک مثال ہے وَیسے ہر عمل کی یہی حالت ہے کہ لوگ اللہ کی رَضا کو نہیں دیکھتے بس آنکھیں بند کیے اَپنی راہ چلتے رہتے ہیں۔ اور یہی حالت نماز جمعہ کی بھی ہے۔ اِسی لیے کہا گیا ہے کہ کوئی بھی عمل اُس وقت خیر ہوگا کہ جب تم اُس کی حقیقت کو سمجھو گے۔

یہاں تک تو ہم نے سورۃ جمعہ کی اِن آیات کا رِوائتی ترجمہ اور اُس سے پیدا ہونے والی قباحتوں کا ذکر کیا ہے اور اَب ہم اِسی سورۃ کی اِنہیں آیات کا وہ ترجمہ پیش کریں گے کہ جس کا تقاضہ آیات کے اَلفاظ خود کرتے ہیں۔ اور آپ اندازہ کیجیے گا کہ کہ وہ تمام قباحتیں کس طرح ختم ہوتی ہیں اور جمعہ کا اَصل مقصد کس طرح کھل کر سامنے آتا ہے۔

آیت کے اِبتدائی اَلفاظ ہیں **یَا اَیُّھَاالَّذِینَ اٰمَنُو** (اے صاحبانِ اِیمان) یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہے۔ اور ہر بڑا، چھوٹا عالم، جاہل شیعہ، سُنی غرضیکہ بلا کسی تفریق کے تمام مسلمان اِس کے مخاطب ہیں۔ کوئی بھی شخص ہو جو **لَا اِلٰــــہَ اِلَّااللّٰـــہُ مُحَمَّدُالرَّسُوْل اللّٰہ** پڑھتا ہے چاہے وہ کوئی مجتہدِ اَعلَم ہو یا کوئی کھیتوں کام کرنے والا کسان کوئی بھی خود صاحبانِ اِیمان کے اِس دائرے سے باہر نہیں کھڑا کر سکتا۔ جب یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ تمام مسلمان اِس خطاب کے مخاطب ہیں تو پھر تمام مسلمانوں کو متوجہ کرنے کے بعد جو حکم دیا جانے والا ہے تمام مسلمان اُس پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔ بات آگے بڑھانے سے پہلے یہاں ایک مثال پیش کرتا ہوں تا کہ بات سمجھنے میں آسانی ہو۔ ایک سکول میں ایک اُستاد صاحب اپنی کلاس کے لڑکوں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ جب اگلے پیریڈ کی گھنٹی بجے گی تو سب طالب علم باہر گراونڈ میں آ جائیں اُن کا تحریری ٹیسٹ ہوگا۔ اُستاد صاحب کے اِس حکم کے بعد کیا اَیسا ممکن ہے کہ کوئی طالب علم خود اُٹھ کر پیریڈ کی گھنٹی بجا دے اور باقی سب لڑکوں سے کہے کہ چلو باہر چلیں۔ تو جواب یقیناً یہ ہوگا کہ نہیں گھنٹی بجانا طلباء کا کام نہیں یہ تو

سکول انتظامیہ کا کام ہے طلباء کا کام تو فقط دیئے گئے حکم پر عمل کرنا ہے۔ بالکل اِسی طرح تمام مسلمان حکم پر عمل کرنے کے پابند ہیں ندا دینا اِن کا کام نہیں۔ ندا دینا کائنات کی اِنتظامیہ کا کام ہے مسلمان کا کام ہے اُس ندا پر لبیک کہتے ہوئے دیئے گئے حکم پر عمل کرنا۔

اَب اَگلا لفظ ہے **اِذَا نُــــوْدِی** (جب ندا دی جائے) اَب یہاں خالق کائنات نے پہلے ندا کو اور پھر اُس پر عمل کرنے کو **اِذَا** سے مشروط کر دیا۔ یعنی یہ حکم تب واجب الا طاعت ہوگا جب ندا دی جائے گی اور جب تک یہ **اِذَا** والی شرط پوری نہیں ہوگی اُس وقت تک مسلمان کا عمل اِطاعتِ خداوندی میں رُکا رہے گا چاہے اِس پر پچاس ہزار سال ہی کیوں نہ لگ جائیں۔ جیسا کہ جنابِ آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت اللہ نے فرشتوں سے اِرشاد فرمایا تھا کہ (میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں **فَاِذَا سَوَّیۡتُهٗ وَ نَفَخۡتُ فِیۡهِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ** پس جب میں اِسے سنوار چکوں اور اِس میں اَپنی روح ڈال دوں تو تم سب اِس کو سجدہ کرنا۔ پھر پچیس ہزار سال تک مکمل خاموشی پچیس سال کے بعد جناب آدم علیہ السلام کے جسد خاکی کی تعمیر ہوئی لیکن سجدہ نہیں ہوا کیونکہ اَبھی اَیک شرط پوری نہیں پھر وہ پُتلا پچیس ہزار سال تک پڑا رہا یہاں تک کہ اُس کی مٹی خشک ہو کر کھنکھنانے لگی پھر کہیں جا کر اُس میں روح ڈالی گئی تو فرشتوں نے سجدے والے حکم پر عمل کیا۔ پچاس ہزار سال اِنتظار کیا مگر یہ نہیں کیا کہ خود ہی کوئی پُتلا بنا لیں اور اُسے سجدے کرنا شروع کر دیں۔ اَیسی جلد بازیوں کی توقع اِنسان ہی سے کی جا سکتی ہے۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ جب کوئی حکم مشروط ہو تو جب تک مطلوبہ شرط پوری نہ عمل واجب ہونے کے باوجود رُکا رہتا ہے۔

اَگلا لفظ ہے **لِلصَّلٰوۃِ مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ** یقیناً یہ بات آپ کے لیے حیرت کا سبب ہوگی کہ لفظ (نماز) کو عربی کے لفظ الصلواۃ کے متبادل کے طور پر مشہور کر دیا گیا ہے حالانکہ یہ لفظ کسی بھی قاعدے سے الصلواۃ کا معنی نہیں ہے۔ جس کی ایک دلیل یہ ہے کہ جب ایک آدمی اَقامت پڑھتا ہے تو اُس کے آخر میں کہتا ہے **قَدۡ قَامَتِ الصَّلٰوۃ** جس کا معنی ہے صلاۃ قائم ہوگئی اگر صلاۃ کا معنی نماز ہے تو ابھی تک تو اُس کی نیت بھی نہیں کی نہ قیام نہ قعود نہ رکوع، نہ سجود تو پھر قائم کیا ہوا ہے۔ اور دوسری بات کہ اگر دوران نماز کوئی واجب رُکن چھوٹ جانے کی وجہ سے نماز باطل ہو جائے تو کیا اَقامت بھی دوبارہ پڑھنا ہوگی یا صرف نماز کا اعادہ کیا جائے گا تو جواب یہ ہے کہ صرف نماز دوبارہ پڑھی جائے گی تو اِس سے صاف ظاہر ہے کہ باطل نماز ہوئی ہے صلاۃ باطل نہیں ہوئی۔ تو اِس طرح یہ ثابت ہوا کہ صلاۃ اور نماز دو اَلگ اَلگ چیزیں ہیں۔ صلاۃ کا لغوی معنی ہے متصل رہنا، تعلق قائم رکھنا، کسی سے متمسک ہونا یا جمع ہونا۔ اِس کے بعد **مِنۡ یَّوۡمِ الۡجُمُعَةِ** کا معنی ہے جمعہ کے دنوں میں سے۔ آگے یہ ندا دینے والے کی مرضی پر منحصر ہے کہ چاہے تو ہر جمعہ کو بلا لے یا وقفہ کر لے اِسی لیے اِس حکم کو اِذا سے مشروط کیا ہے کہ جب ندا دی جائے۔

آگے چلتے ہیں لفظ ہے **فَاسۡعَوۡا** پس کوشش کرو فاسعو یہ بھی صیغہ اَمر ہے جس کا معنی ہے کوشش کرنا کسی کام کے لیے سعی کرنا اِسی لفظ کا معنی مترجم نے بھاگنا دوڑنا کر دیا اور یہ بھی نہ سوچا کہ یہ کس قدر غلط اور بے محل ترجمہ ہے اور اِس مین کس قدر قباحتیں ہیں کہ اندھے، لنگڑے اور

بوڑھے اِس پر کیونکر عمل کر سکیں گے۔ حالانکہ اِس لفظ میں ایسے لوگوں کے لیے پہلے ہی سے اِستثنیٰ موجود ہے۔ مثال کے طور پر آپ گھر بیٹھے اَفراد کو حکم دیتے ہو کہ مکان کی چھت پر چڑھ جاؤ تو اُن میں سے اَیسے لوگ جو کوشش کے باوجود چھت پر نہیں چڑھ سکتے وہ آپ کے حکم کی مجبوراً نافرمانی کریں گے یا پھر اِنکار کر دیں گے لیکن اگر آپ یہ حکم اِن اَلفاظ میں دیں کہ سب لوگ چھت پر چڑھنے کی کوشش کرو تو اَیسے میں معذور اَفراد خود بخود اِس حکم سے بَری ہو نگے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر قران پاک کے اَلفاظ جس معنی و مفہوم کا تقاضا کرتے ہوں اُنہیں مِن و عَن تسلیم کیا جائے تو کسی قسم کی مشکل پیش نہیں آتی اِس قسم کے مسائل تب ہی پیدا ہوتے ہیں کہ جب دل میں پہلے سے موجود مقصد کو حاصل کرنے کے لیے آیت کے اَلفاظ کو مَن چاہے ترجمے میں لپیٹ دیا جاتا ہے۔

آیت کے اَگلے الفاظ ہیں **اِلـیٰ ذِکْـرِاللّٰهِ** (زکر اللہ کی طرف) اللہ کے نزدیک زکر سے دو ہستیاں نام بنام مراد ہیں نمبر ایک قرانِ حکیم جس کے لیے ارشاد، کداوندی ہے۔ **اِنَا نَحنُ نَزَّلنَاالذِّکرَوَ اِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** ☆ یقیناً ہم ہی نے اِس قران کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اِس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور دوسری ہستی سرکارِ محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واالہِ وسلم کی ذاتِ والا صفات ہے۔ جس کے لیے سورۃ الطلاق کی آیت نمبر ۱۰ اور ۱۱ میں اِرشاد ہوا۔ **قَدْ اَنزَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْراً☆رَسُولاً يَتلُوعَلَيكُمْ اَيَاتِ اللّٰهِ مُبَيِّنَتِ** ☆ یقیناً اللہ نے تمہاری طرف زکر کو رسول بنا کر بھیجا جو اللہ کی آیتوں کو کھول کھول کر بیان کرتا ہے۔ یہاں زکر کا معنی قران پاک یا حضورؐ کی ذاتِ بابرکات کرنا علامہ صاحب کے لیے بڑی مشکلات کھڑی کر سکتا تھا اِسی لیے اُنہوں نے کمال ڈھٹائی سے زکر کا معنی نماز جمعہ کر دیا **اِلـیٰ ذِکْـرِاللّٰهِ** یعنی نماز جمعہ کی طرف۔ اِس لیے کہ کہیں قاری کا زہن اَصل حقیقت کی طرف متوجہ نہ ہو جائے کہ یہاں تو لوگوں کو دو رکعت نماز کے لیے نہیں بلکہ معصومؑ کے ساتھ تمسک کے لیے جمع کیا جا رہا ہے۔ اور یہ بات اُن کے لیے بہت خطرناک ہے وہ اِس لئے کہ اگر زکر کا معنی جناب رسالتِ مٰاب کی ذات کرتے ہیں تو **اَنَـا وَ عَـلِـي مِنْ نُورِ وَاحِدْ** کی وجہ سے جناب علیؑ اور جنابِ رسولؐ خدا ایک ہو جاتے ہیں اور اَگر زکر کا معنی قران لیا جاتا ہے تو بھی **اَلْقُرَانُ مَعَ عَلِي وَ عَلِيٌ مَعَ اَلْقُرَان** کی بنا پر جناب علیؑ اور قران حکیم پھر ایک ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے وہ مصیبت کہ جس شیعہ کہلا کر پیچھا چھڑانا بہت مشکل ہے۔ جس کی وجہ سے زکر کا صحیح معنی کرنے سے گریز کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسولؐ اور اہلبیتِ رسولؐ ہی وہ زکر ہیں کہ جن کے ساتھ متصل ہونے کے لیے لوگوں کو ندا دی جا رہی ہے۔ جبکہ مجتہد چاہتا ہے کہ لوگوں کو ولایتِ معصوم سے دور رکھتے ہوئے اِجتماعِ جمعہ کی اِصل روح کو نکال کر اُسکی جگہ اَپنی نام نہاد ولایتِ فقیہ کا گرویدہ بنایا جائے۔ چونکہ اِس پوری سورۃ جمعہ کی روح رواں یہی زکر ہے لہذا ہم چاہتے ہیں کہ اس پر مزید اللہ کے قران اور معصوم کے فرمان سے روشنی ڈالی جائے تاکہ ہمارے قاری کے زہن میں ذرہ برابر بھی شک باقی نہ رہے کہ زکر اللہ سے نماز جمعہ نہیں بلکہ ولایتِ اِمامِ معصومؑ مراد ہے۔ ایک دفعہ حضرتِ اَبو بصیرؓ نے اِمام جعفر الصادق علیہ السلام سے سورۃ طٰہٰ کی اِن آیات کی تفسیر پوچھی۔ **وَمَنْ عَرَضَ عَنْ ذِكْرِى فَاِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنْكاًوَّ نُحْشِرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَمّٰى** اور جس نے ہمارے زکر سے روگردانی کی تو ہم اُس

کے وَسائل زندگی کم کر دیں گے اور قیامت کے دن اُسے اَندھا محشور کریں گے۔ تو مولا نے فرمایا کہ یہاں زکر سے مراد ولایتِ اَمیر المومنین علیہ اَلسلام ہے۔ تو میں کہا کہ قیامت کے روز اُسے اَندھا محشور کریں گے تو فرمایا کہ قیامت میں آنکھوں کا اَندھا اور دنیا مین دل کا اَندھا چونکہ دنیا مین فہم وفراست کے باجود وِلایت، اَمیر المومنین علیہ السلام سے دور رہا۔ تو معلوم ہوا کہ سورۃ طٰہٰ کی مذکورہ بالا آیات کی معسوم تفسیر کے مطابق زکر کا معنی ولایت علی علیہ اَلسلام ہے جو اِس سے روگردانی کرے گا دنیا مین دل کا اَندھا اور آخرت میں آنکھوں کا اَندھا ہے۔ اَب آخر میں زکر کے بارے میں سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۳ اور ۱۴ کی تلاوت کا شرف حاصل کرتے ہیں جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ زکر کا معنی صلاۃ نہیں بلکہ صلاۃ ہوتی ہی زکر لیے ہے۔ **وَ اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَى ☆اِنَّنِىْ اَنَا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَعْبُدْنِى وَاَ قِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِكْرِىْ** ☆ اور میں نے تجھے پسند کیا پس جو وحی کیا جاتا ہے اُسے غور سے سُن تحقیق میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پس عبادت کر میری اور صلاۃ قائم کر میرے زکر کے لیے۔ اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ اَلسلام کو خطاب فرمایا ہے۔ اور دوسری اَہم بات کہ اِن آیات میں اللہ نے عبادت اور صلاۃ (متصل رہنے) کو اَلگ اَلگ کر دیا عبادت کو اَپنے لیے مخصوص فرمایا اور اِتصال کو محمد وآلِ محمد علیہم اَلسلام کے لیے۔ اور اِنہیں دو اُمور کو نجات اَبدی کا زریعہ قرار دیا اور اِسی اَمر کی تاکید تمام اَنبیاءِ ماسبق کی جاتی رہی کہ عبادت کرو تو صرف میری اور تعلق قائم کرو تو صرف محمد وآلِ محمد علیہم اَلسلام کے ساتھ۔ اِس کے علاوہ اِسی سورۃ کی ۱۶ نمبر آیت میں ایک خاص ***Maind Set*** کا بھی زکر کیا جو لوگوں کو مختلف طریقوں سے اِتصال آلِ محمد علیہم السلام سے روکتا ہے۔ تو جو اُنکے دام میں آ گیا تو اُس کے منطقی اَنجام کا بھی بتا دیا گیا ہے۔ اِرشاد ہے **فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤمِنُ بِهَا وَ اتَّبَعَ هَوٰهُ فَتَرْدٰى** ☆ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو اِس پر ایمان نہیں رکھتا اور اَپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے تجھے اِس سے باز رکھے اور تو برباد ہو جائے۔ میرے خیال میں اِس سے بڑھ کر زکر اللہ کی وضاحت مجھ جیسے طالب علم سے ممکن نہیں۔

اِس کے بعد آیت کے اَگلے اَلفاظ ہیں **وَذَرُ الْبَيْعَ** جن میں سے لفظ ذارو کا دُرست ترجمہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اِس کا معنی کسی چیز کو عارضی طور پر ترک کرنا یا کسی معاملے سے وقتی چشم پوشی کرنا نہیں بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ دینا ہے۔ اَلبتہ البیع ایسا لفظ ہے کہ جس پر مختصر اَنداز میں بات کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ لفظ تجارت کے حوالے سے اَدھورا ہے۔ تجارت میں خرید اور فروخت دونوں شامل ہوتے ہیں جبکہ بیع کا معنی ہے صرف بیچنا اِسی لیے مترجم نے خرید اَپنی طرف سے لگا کر البیع کو اَپنے مقصد میں گھسیٹا ہے۔ حالانکہ سورۃ نور کی مذکورہ بالا آیت نمبر ۳۷ میں یہ بات ثابت ہو چکی کہ تجارت جس خرید وفروخت دونوں ہوتین ہیں اَلگ چیز ہے اور اَلبیع اَلگ معاملہ ہے۔ آیت کے اَلفاظ دوبارہ لکھ دیتے ہیں۔ **رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ** وہ اَفراد کہ جنہیں نہ تجارت روکتی ہے اور نہ بیع یہاں اللہ تعالیٰ نے تجارت اور بیع کو اَلگ اَلگ کر دیا۔ اور بات واضح ہو گئی کہ سورۃ جمعہ میں لفظ بیع کا معنی خرید وفروخت نہیں ورنہ لفظ **وَذَرُو** کی ذد میں آ کے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے حرام قرار پائے گی۔ یہ حقیقت ہے کہ اگر جان بوجھ کر بد دیانتی نہ کی جائے تو

آیاتِ قرانی رَضائے الٰہی کو کھول کھول سامنے رکھ دیتی ہیں۔لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر منہ دوسری طرف کر لے تو پھر اُسے گمراہی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔اَب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ بیع کیا ہے۔جس کو مطلقاً ترک کرنے کا حکم ہے۔تو عزیزاِن گرامی قدر اِس بیع کا معنی اَشیاء کی خرید و فروخت نہیں بلکہ اِس سے مراد بیعت ہے۔یعنی اَپنے نفس کو بیچنا جیسا کہ مومن جنت کے بدلے میں اللہ کے ہاں اَپنے نفس کو بیچتا ہے۔یا کوئی ملازمت پیشہ،کوئی کاریگر یا مزدور کسی دفتر یا کسی مِل فیکٹری میں مخصوص مدت کے لیے اور مخصوص اُجرت پر ملازمت حاصل کرتا ہے۔تو یہ معاہدہ بھی بیعت کے ذُمرے میں آتا ہے۔اگر یہ معاہدہ یا وہ کام جو وہ سرانجام دیتا ہے اِجتماع جمعہ کی شمولیت میں حارج ہوتو ہر وہ مصروفیت ہر وہ معاہدہ مطلقاً حرام ہے اور اُسی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ترک کرنے کا حکم ہے۔اور اسی پر **وَذَرُوْ** کا حکم لاگو ہے۔

خلاصہِ مضمون۔

ہاں جمعہ تو واجب ہے مگر جب اللہ کا منتخب نمائندہ ندا دے گا کیونکہ یہ ذمہ داری ناظمِ کائنات اِمام علیہ السلام کی ہے ایمان والے تو اُس ندا پر لبیک کہنے والے ہیں۔ہاں اگر کوئی صرف ندا دینے کے شوق میں خود کو ایمان والوں کی صف سے باہر کھڑا کرتا ہے تو اُس کی اَپنی مرضی ہے۔ویسے کسی بے ایمان کی دی ہوئی ندا اللہ کے دین میں صدا بہ صحرا ثابت ہوگی۔ لکین اگر یہی ندا اِمام حق کی طرف سے دی جائے گی تو تمام مصروفیات اور کام کاج چھوڑ کر **(لِلْصَلَوٰۃ)** یعنی اُس ہادی برحق کے ساتھ متصل ہونے کے لیے حتی المقدور کوشش کی جائے گی۔اور وہاں سال ہا سال سے رٹے ہوئے خطبے پڑھ کر نہیں سُنائے جائیں گے بلکہ تازہ ترین گزشتہ شب جمعہ کو اللہ تعالیٰ سے فراہم کردہ علم الٰہی کی روشنی میں آئندہ پیش آنے ولی آفات و بلیات کی قبل از وقت اِطلاع دی جائے گی تا کہ نسلِ اِنسانی کو ناگہانی حوادث سے محفوظ کیا جا سکے اور اِمام زمانہؑ کی طرف سے نئے اَحکامات پڑھ کر سُنائے جائیں گے۔معاشرے کے بُرے اَفراد پر حدودِ الٰہیٰ کا اِجرا ہوگا اور اُس کے بعد اِمامِ علیہ السلام کی طرف سے نصب شدہ پیش نماز دو رکعت نماز پڑھائے گا جو دَراَصل نمازِ ظہر ہی کا بدل ہوگی۔

یہ ہے حقیقتِ نمازِ جمعہ اور یہ ہے خدائی نظامِ ہدایت و تعلیم جس کے ساتھ متصل رہنے کا تمام اَنبیاء اور بنی آدم کو سختی سے حکم ہے اور اس نظام سے علیحدگی کسی کے لیے بھی تباہی کا سبب ہوگی۔اور سرف نماز جمعہ ہی نہیں بلکہ نماز پنجگانہ کے لیے دن میں پانچ دفعہ جمع ہونا ہفتے میں اِیک دفعہ جمعہ کے لیے اور سال میں ایک دفعہ حج کے عظیم اُلشان اجتماع کی روح رواں بھی ہادیان، برحق کے ساتھ اِتصال اور اُن سے تجدید عہدِ وفا کے علاوہ اور کچھ نہیں۔یہ تمام اَعمال اَگر اس معرفت کے ساتھ اِدا کیے جائیں گے تو بلاشبہ **ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ** کے مصداق ہونگے اور خیر ہی خیر ہونگے اور جن کے اِثرات ظاہر بظاہر نظر آئیں گے۔جب بندے کو یہ احساس ہو کہ ہر تین چار گھنٹے کے بعد اُسے اَپنے اِمامؑ کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔تو وہ یقیناً خود کو گناہ سے بچائے گا اور یہ وہ اِتصال محمد وآلِ محمد علیہم السلام ہے

جسے قران میں جا بجا الصلواۃ کہا گیا ہے اور یہی وہ صلاۃ ہے جو بندے کو گناہوں اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ نمازیں پڑھنے سے لوگ اگر بُرے کاموں سے رُکتے تو یہ معاشرہ جو آج کسی ***Wild life park*** کا منظر پیش کرر ہا ہے، ایسا ہرگز نہ ہوتا۔ حقیقت میں لوگ اَمر کو چھوڑ کر عمل پر فریفتہ ہو گئے ہیں۔ جس کا نتیجہ سوائے مشقت اُٹھانے کے اور آخرت میں پچھتانے علاوہ کچھ نہیں۔ میرا مقصد لوگوں کو عمل سے روکنا ہرگز نہیں بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ جو بھی عمل کیا جائے معرفت کے ساتھ کیا جائے تا کہ وہ اَز روئے قران عملی طور پر موثر ہو۔ دعا ہے بارگاہِ ایزدی میں کہ وہ پہلے ہمیں اَپنے دین اور ہادیانِ دین کی معرفت عطا فرمائے اور پھر معرفت کے ساتھ اَحکامِ دِین پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

راقم الحروف

مختار حسین عاصم

31/12/2012